مثنوی بوعلی
قلندر

الٰہی غنچۂ اُمید بکشا

مثنوی
بو علی قلندر

شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

M. FIDA HUSAIN



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بعون اللہ المقتدر

مثنوی بو علی شاہ قلندر رح

١٣٥٥ھ مترجم ١٩٣٦ء

(بترجمہ اردو)

شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب بازار کشمیری لاہور نے
اپنے
مطبع علمی پرنٹنگ پریس میں باہتمام میاں فروزالدین پرنٹر کے چھپایا

احوال حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ

پہلے اس کے کہ آپ کے کچھ حالات قلمبند ہوں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کے نامی نام گرامی کی وجہ تسمیہ بیان کی جائے کہتے ہیں کہ آپ کے جسم مبارک سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بو آتی تھی۔ اسلئے آپ کو بوعلیؒ کہتے تھے اور راقم الحروف کے خیال میں آتا ہے کہ آپ حضرت علیؓ کے اخلاق و دیگر صفات سے آراستہ تھے۔ اسلئے بوعلیؒ کہتے تھے۔ اور شاہ قلندر یعنی بہت بڑے قلندروں کے قلندر۔ ایک قسم کے درویش ہیں۔ جو قیود اور تکلفات رسمی اور علایق دنیوی سے مجرد اور اہل دنیا سے کنارہ کش محض طالب جمال حق اور اس کے فکر و ذکر میں مستغرق رہتے ہیں آپ ایسے ہی تھے اس لئے قلندر مشہور ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک بھی تعجب خیز ہے کہ کرنال میں بھی ہے اور پانی پت میں بھی۔ اور دونو جگہ بہت بڑی عالیشان عمارتیں ہیں۔ مسجد اور مسافر خانہ اور درگاہ اقدس شامل ہے آپ اولیائے بزرگ سے ہیں۔ اور آپ کا کلام حقیقت کا سرچشمہ ہے۔ خوشا حال ان کا کہ جو آپ کے کلام کو پڑھ کر اس کو اپنا راہ سلوک بناویں۔

الٰہی ہم سب کو یہ توفیق دے کہ ہم اس پر عمل کریں۔ آمین ثم آمین۔

یہ مثنوی بحر رمل مسدس محذوف میں ہے — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

مرحبا اے بلبل باغ کہن	از گل رعنا بگو با ما سخن
آ آ آ اے بلبل پرانے باغ کی	خوشنما گل کی بات ہم سے کر
مرحبا اے قاصد طیار ما	میدہی ہر دم خبر از یار ما
شاباش اے ہمارے تیز زبان قاصد	تو ہر دم ہمارے یار کی خبر دیتا ہے
مرحبا اے ہدہد فرخندہ فال	مرحبا اے طوطی شکر مقال
کیا کہنے ہیں تیرے اے مبارک شگون ہدہد	کیا خوب ہے تو اے شیریں گفتار طوطے
در زمان ہفت آسمان را طے کنی	مرکب حرص و ہوا را پے کنی
ایک دم میں تو سات آسمان کو طے کرتی ہے	حرص اور ہوا کے گھوڑے کو پامال کرتی ہے
دمبدم روشن کنی در دل چراغ	ہر نفس را عشق سازی سینہ داغ
ہر دم تو دل میں چراغ روشن کرتی ہے	ہر دم تو عشق سے سینے کو داغ دار کرتی ہے
از تو روشن گشت فانوس تنم	از تو حاصل شد مراد اصل صنم
تجھ سے میرے تن کی فانوس روشن ہوئی	تجھ سے محبوب کا وصل مجھ کو نصیب ہوا

مرحبا اے رہنمائے راہِ دین

واہ واہ اے دین کی راہ کی رہنما

یافت قالب طینت پاکی ز تو

جسم نے پاکیزہ خو تجھ سے پائی ہے

مرحبا اے فیض بخش کائنات

تیری کیا تعریف کی جائے اے موجودات کی فیض بخشنے والی

غرق بودی در محیط ذات پاک

تو خدا کی ذات پاک کے سمندر میں غرق تھی

اے کہ بودی در حریم لامکان

اے کہ تو لامکان کی چاردیواری میں تھی

پاک بودی در حریم کبریا

تو حریم کبریا میں پاک تھی

خوش خرامیدی تو از کتم عدم

بڑی خوشی کے ساتھ آئی تو نیستی کے پردے سے

گاہ در دوزخ روی سازی مقام

کبھی تو دوزخ میں جاتی ہے اور اس کو اپنا ٹھکانا بناتی ہے

از تو روشن شد مرا چشم یقین

تجھ سے میری یقین کی آنکھ روشن ہوئی

شد پریشان آدم خاکی ز تو

آدم خاکی تیرے سبب سے پریشان ہوا

یافت ترکیب از وجود تو حیات

تیری ذات سے جسم نے زندگی پائی ہے

از تو روشن شد چرا ایں تیرہ خاک

یہ تاریک خاک تجھ سے کس لیے روشن ہوئی

چون جدا گشتی بگو راز نہان

تو کیوں جدا ہوئی یہ پوشیدہ بھید مجھے بتا

از چہ پیدا شد ترا حرص و ہوا

کس سبب سے تجھ میں حرص و ہوا پیدا ہوئی

خوش نہادی بر سر ہستی قدم

بڑی خوشی کے ساتھ تو نے ہستی کے سر پر قدم رکھا

گاہ جنت روی اے خوش خرام

کبھی اے خوش رفتار تو جنت میں جاتی ہے

گہ کنی جلوہ در اقلیم فنا

کبھی تو نیستی کی ولایت میں جلوہ کرتی ہے

جان من با من بگو اسرار خویش

میری پیاری تو مجھ سے اپنے بھید کہہ

آفریدہ حق ترا از جنس جان

خدا نے تجھ کو اس قسم کی چیزوں سے پیدا کیا جو نظر نہیں آتیں

باز گو با ما سخن اے اہل راز

اے رازدار ہم سے بات کھلم کھلا صاف صاف کہہ

خاک افشان بر سر نفس لعین

اس ملعون نفس کے سر پر خاک ڈال

ہمچو آئینہ نما عکس نگار

محبوب کا عکس آئینہ کی طرح دکھا

صاف کن آئینۂ دل از غبار

دل کے آئینے کو غبار سے صاف کر

راہ نما اے ہادیِ راہِ ہدا

اے راستی کی رہنما رستہ دکھا

گہ روی در عالم ملک بقا

کبھی زندگی کے ملک کے جہاں میں ہوتی ہے

چشم دل روشن کن از دید خویش

دل کی آنکھ اپنی صورت سے روشن کر

از تو افتادست شور اندر جہان

تجھ سے جہان میں شور مچ رہا ہے

از حقیقت غلغلہ افگن در مجاز

اس کا نقشہ دکھا کر شور مچا دے اس فنا والے عالم میں

چشم دل روشن کن از نور یقین

دل کی آنکھ یقین کی روشنی سے روشن کر دے

تا نماید جلوۂ رخسار یار

تاکہ یار کے رخسار کا جلوہ نظر آوے

آتشے زن در دل ایں بیقرار

اس بیقرار کے دل میں عشق کی آگ کو بھڑکا

زانکہ ہستی در حقیقت راہ نما

اس لیے کہ تو حقیقت کی طرف رستہ دکھانے والی ہے

گر نگردی طالبان را دستگیر — طالبان ہرگز نگیرند دست پیر
اگر تو طلب کرنے والوں کی مددگار نہ بنے — طلب کرنے والے ہرگز پیر کا ہاتھ نہ پکڑیں

از تو روشن کوکب ایمان من — پردہ ہا بردار از رخ جان من
تجھ سے میرے ایمان کا ستارہ روشن ہے — پردے اٹھادے رخ سے میری جان

در سخن شد عندلیب با نوا — گفت بشنو تا بگویم راز ہا
خوش گفتار بلبل بولی — کہا سن تاکہ بھیدوں کو بیان کروں

آفریدہ حق مرا از نور ذات — تا شناسم ذات او را از صفات
خدا نے مجھکو اپنی ذات کے نور سے پیدا کیا — تاکہ اس کی ذات کو صفات سے پہچانوں

بودہ ام در باغ وحدت بے نشان — چون بکثرت آمدم گشتم عیان
میں وحدت کے باغ میں بے نشان تھی — جب دنیا میں آئی تو ظاہر ہوگئی

ہیچ میدانی پس این پردہ کیست — نغمہ چنگ رباب و عود چیست
تو کچھ جانتا ہے اس پردہ کے پیچھے کون ہے — چنگ کا نغمہ اور رباب اور عود کیا ہے

دید حسن خویش با چشم شہود — خود تجلی کرد در ملک وجود
خدا نے اپنے حسن کی طرف موجود ہونے کی نظر سے دیکھا — خود جلوہ کیا ہستی کے ملک میں

امر ربم روح کردہ نام ما — کرد پر ساقی وحدت جام ما
میرے رب کے حکم نے میرا نام روح رکھا — ساقی وحدت نے میرا پیالہ پر کیا

[illegible] ۱۲
چنگ رباب اور عود نام باجوں کے ہیں ۱۲

عشق بازی می کنم با او مدام — یافت آدم از طفیل عشق کام
میں ہمیشہ اس کے ساتھ عشق بازی کرتی ہوں — آدم نے عشق کے طفیل سے مقصد پایا

تافت بر ہر ذرہ خورشید کمال — گشت پیدا از جمال او جلال
کمال کا سورج ہر ذرے پر چمکا — اس کے جمال سے جلال ظاہر ہوا

آنکہ او از قہر حق گشتہ پلید — ہمچو شیطان روے بہبودی ندید
وہ کہ خدا کے غضب سے پلید ہوا۔ — اس نے شیطان کی طرح بہتری کا چہرہ نہ دیکھا

ہر کہ او شد آفریدہ از جمال — باز یابد راہ در بزم وصال
جو کہ جمال سے پیدا ہوا۔ — وصال (قرب خدا) کی محفل میں راہ پاتا ہے

آنچہ در روز ازل رفتہ قلم — حک نگردد بعد ازاں حرف رقم
وہ جو کہ پیدائش کے روز چل چکا قلم — اس کے بعد لکھا ہوا۔ حرف نہ مٹے گا۔

زہد و تقوی چیست اے مرد فقیر — لا طمع بودن ز سلطان و امیر
اے مرد فقیر زہد و تقوے کیا ہے — بادشاہ اور امیر سے بے طمع ہونا ہے

بہر آب و نان نگردی دربدر — آبروئے خود نریزی بہر زر
تو پانی اور روٹی کیلئے دربدر نہ پھرے — اپنی آبرو زر کیلئے نہ گرائے

ترک سازی صحبت اہل دول — گوشہ گیری تا نیفتی در خلل
دولت مندوں کی صحبت کو ترک کرے — گوشہ اختیار کرے تاکہ خلل میں نہ پڑے

بر در سلطان مرو درویش مبین
بادشاہ کے دروازے پر مت جا اس کا منہ مت دیکھ

گنج قاروں گر دہد سویش مبین
خزانہ قارون کا اگر دیوے تو بھی اس کی طرف مت دیکھ

گر بفاقہ جان برآید از قفس
اگر فاقہ کے سبب سے جان پنجرۂ تن سے نکل جاوے

چوں مگس دست مزن بر نان کس
مکھی کی طرح اپنا ہاتھ کسی کی روٹی پر مت مار

تلخ بہ جلاب شیریں را مچش
تلخی بہتر ہے میٹھا شربت گلاب مت چکھ

پیش دو نان بہر نان خواری مکش
کمینوں کے آگے روٹی کیلئے ذلت مت کھینچ

بر سر خوان قناعت دست زن
قناعت کے دسترخوان پر ہاتھ مار

تا نباشد دست بر فرمان شکن
تاکہ تجھے خدا کی نافرمانی کی قدرت نہ ہو

باش در کنج قناعت سرنگون
قناعت کے گوشہ میں سر جھکا کر بیٹھ

پا منہ از گوشۂ عزلت برون
تنہائی کے گوشہ سے قدم باہر نہ رکھ

پشت پا زن تخت کیکاؤس را
کیکاؤس کے تخت کو ٹھوکر مار

سر بدہ از کف مدہ ناموس را
سر دے دے لیکن ہاتھ سے آبرو کو نہ دے

گر بدست آید ترا گنج نقود
اگر نقد کا خزانہ تیرے ہاتھ میں آجاوے

ورنہ داری ہمت عالی چہ سود
لیکن تو بلند حوصلہ نہ رکھتا ہوگا تو کیا فائدہ ہوگا

الحذر از حب دنیا الحذر
پرہیز کر دنیا کی محبت سے پرہیز کر

بہر نان و زر مخور خون جگر
روٹی اور زر کے لیئے جگر کا خون مت پی

ممسکاں ہرگز نمے بینند بہی
بخیل ہرگز نہیں دیکھتے ہیں بہتری

زانکہ جیب ہمتش دارد تہی
اسلئے کہ اپنی ہمت کی تھیلی خالی رکھتے ہیں

آبرو ریزند بہر سیم و زر
اپنی آبروریزی کرتے ہیں واسطے سونے اور چاندی کے

ممسکاں را مثل گاؤ و خر شمر
بخیلوں کو مانند بیل اور گدھے کے شمار کر

مرد کم ہمت حقیر ست در نظر
کم ہمت آدمی نظر میں حقیر ہے

خوار باشد گر بود با صد ہنر
اگرچہ سو ہنر رکھتا ہو خوار و ذلیل رہتا ہے

خلق گردد رام او با دلبری
لوگ دلربائی کے سبب سے اس کے مطیع ہوتے ہیں

سر فرازد بر سپہر چنبری
حلقہ دار آسمان پر سربلند ہوتا ہے

ہر کہ عالی ہمت ست و با سخا
جو کوئی عالی ہمت اور سخی ہوتا ہے

عفو گرداند گناہانش خدا
خدا اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے

زہد و تقوے چیست اے مرد فقیر
اے مرد فقیر زہد و تقوے کیا ہے

لا طمع بودن ز سلطان و امیر
بادشاہ اور امیر سے بے طمع ہونا

زہد و تقوے نیست ایں کز بہر خلق
یہ زہد و تقوے نہیں ہے کہ لوگوں کے لئے

صوفئے باشی و پوشی کہنہ دلق
تو صوفی بنے اور پرانی گدڑی پہنے

شانہ و مسواک و تسبیح ریا
کنگھا اور مسواک اور مکر کی تسبیح

جبہ و دستار و قلب بے صفا
جبہ اور عمامہ اور دل صفائی سے خالی

پیش وپس گردد مرید نا خلف
نالائق مرد آگے اور پیچھے پھرتا ہے
چون بہ بینی چند کس بیہودہ گرد
جب کہ تو چند لوگوں کو بیہودہ پھرنے والا دیکھتا ہے
دام اندازی برائے مرد و زن
تو جال لگاتا ہے مرد اور عورت کے لئے
وعظ گوئی خود نیاری در عمل
وعظ کہتا ہے خود عمل میں نہیں لاتا ہے
مکر و تلبیس و ریا کارت بود
مکر اور فریب اور دکھاوا تیرا کام ہے
چون شوی استادہ از بہر نماز
جب تو نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے
آن نمازِ تو شود آخر تباہ
وہ تیری نماز آخر تباہ ہوتی ہے
چون ز ریا ایمانت فتد آخر قصور
جب کہ تیرے ایمان میں آخر قصور پڑتا ہے

چون خرِ ابلہ پے نان و علف
پانی اور چارے کیلئے احمق گدھے کیطرح
خویش را گوئی منم مردانہ مرد
اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں بہادر مرد ہوں
خویش را گوئی منم شیخ زمن
اپنے آپ کو کہتا ہے کہ میں شیخ ہوں
چشم پوشی ہمچو شیطان دغل
مکار شیطان کیطرح چشم پوشی کرتا ہے وعظ و نصیحت سے
ہر نفس شیطان ترا یارت بود
ہر دم شیطان تیرا یار ہے
دل او در گائے و خرائے حیلہ ساز
دل گائے اور گدھے میں ہوتا ہے اے حیلہ کرنیوالے
فکر باطلہا کند رویت سیاہ
بیہودہ فکر تیرا منہ کالا کرتی ہے
ہان چرا خوانی نماز اے بے شعور
بھلا اے بے شعور تو ایسی نماز کیوں پڑھتا ہے

بر مصلےٰ چون نشینی قبلہ رو
جب کہ تو جانماز پر قبلہ کیطرف منہ کرکے بیٹھتا ہے
خادمان گویند این شیخ زمان
خادم کہتے ہیں کہ یہ شیخ زمانے کا
شیخ را لاہوت[1] باشد منزلش
شیخ کی منزل لاہوت ہے
از ستایش خویشتن را گم مکن
تعریف سے اپنے آپ کو گمراہ نہ کر
اے گرفتار آمدی در بند نفس
اے تو کہ گرفتار ہے نفس آمارہ کی قید میں
تا کنی پرواز سوئے اصل خویش
تاکہ تو اپنی اصل کی طرف پرواز کرے
این خوشامد گوئے چندین ابلہان
یہ چند احمق تعریف کرنے والے
چند باشی از مکان خود جدا
کب تک تو اپنے مکان سے جدا رہے گا

[1] لاہوت عالم ذات الٰہی کے سالک کو اس مقام پر فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے ۱۲

چشم پوشی دل بود جائے دگر
آنکھ بند کر لیتا ہے دل دوسری جگہ گردی ہوتا ہے
چشم پوشیدست از خلق و جہان
لوگوں اور جہان سے آنکھیں بند کئے ہے
شد فنا ذات بقا شد حاصلش
فنا ہوا ہے ذاتِ بقا اسکو حاصل ہے
عیب خود بین عیب بر دم مکن
اپنا عیب دیکھ لوگوں کا عیب مت کر
نفس کافر را بکش بشکن قفس
اس نفس کافر کو قتل کر توڑ پنجرا
جا کنی در آشیان وصل خویش
اپنے اصل کے آشیانے میں جگہ کرے
رہزنانند رہزنانند رہزنان
راہ مار ہیں راہ مار ہیں راہ مار
چند گردی دربدر اے بےحیا
کب تک دربدر اے بےشرم مارا پھرے گا

خود بده انصاف اے اہل دغل
تو خود ہی انصاف کر لے فریبی
دل پرست از مکر و مصحف در بغل
کہ دل بھرا ہوا ہے مکر سے اور قرآن ہے بغل میں

با تو ہمراز ست شیطان دمبدم
تیرے ساتھ ہمراز ہے شیطان ہر گھڑی
کے شوی در راہ حق ثابت قدم
تو کب ہوگا خدا کی راہ میں ثابت قدم

حبِ دنیا رشتۂ زنار تست
دنیا کی محبت تیرے لئے جنیو کا ڈورا ہے
سدِ راہ ریش ذقن دستار تست
راہ خدا سے تجھے روکنے والا تیری ڈاڑھی پگڑی ہے

دل نہ شد ہرگز خلاص از حرص و آز
دل نہ ہوا ہرگز خلاص حرص اور لالچ سے
گہ نکردی از حضورِ دل نماز
تو نے کبھی دل کو موجود کر کے نماز نہ پڑھی

گہ نکردی سجدہ از روئے نیاز
تو نے کبھی سچے دل سے سجدہ نہ کیا
تا شود درہائے رحمت بر تو باز
تاکہ رحمت کے دروازے تجھ پر کشادہ ہوں

از تضرع سر نہ سودی بر زمین
عاجزی سے کبھی تو نے سر نہ گھسا زمین پر
کوری و بینا نہ شد چشم یقین
تو اندھا ہے اور یقین کی آنکھ دیکھنے والی نہ ہوئی

میکنی طاعت تو از بہر ریا
تو عبادت کرتا ہے دکھاوے کے لئے
گہ نکردی سجدہ از بہر خدا
تو نے کبھی خدا کے لئے سجدہ نہ کیا

تا بداند خلق مرد اولیا است
تاکہ لوگ جانیں ولی مرد ہے
متقی پرہیزگار و پارسا ست
متقی اور پرہیزگار اور پارسا ہے

صوفیم گوئی نداری سینہ صاف
تو کہتا ہے میں صوفی ہوں اور سینہ صاف نہیں رکھتا
از کراماتہائے خود شیخا ملاف
اپنی کرامتوں کی اے شیخ ڈینگ مت مار

نفس کافر کیش داری در کمین
نفس کافر تیری گھات میں لگا ہوا ہے
بہر شہرت مے نشینی اے لعین
پس تو اے ملعون شہرت کے لئے بیٹھا ہے

مے کشائی دست از بہر دعا
تو دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے
مزد خواہی از عبادات ریا۔
دکھاوے کی عبادت کی مزدوری چاہتا ہے

مے کنی از مکر عالم را مطیع
مکر سے جہان کے لوگوں کو اپنا تابع کرتا ہے
مے دہی تسکین منم فردا شفیع
یہ کہہ کر تسلی دیتا ہے کہ کل قیامت کو میں تمہارا شفیع ہوں گا

شیخ میگوئی و تسبیح بدست
اپنے آپ کو شیخ کہتا ہے اور تسبیح ہاتھ میں لئے ہے
صد بتے داری نہاں اے بت پرست
او بت پرست تو سو بت تو پوشیدہ رکھتا ہے

یک دلے داری دران صد آرزو ست
ایک دل رکھتا ہے اور اس میں سو آرزوئیں ہیں
چاک دل از دست تو صد جا رفو ست
دل کا چاک سو جگہ تیرے ہاتھ سے رفو کیا ہوا ہے

اے رخت از بغض و کبر آراستہ
اے تیرا رخ دشمنی اور غرور سے آراستہ ہے
از نفاق و از حسد پیراستہ
دو روئی اور حسد سے سنوارا ہے

اے بجہل آراستہ زشت و پلید
اے نادانی سے بھرے ہوئے برے اور ناپاک
خویش را گوئی منم چوں بایزید
تو اپنے آپکو کہتا ہے کہ میں بایزید کے مانند ہوں

لہ بایزید بسطامی ایک بزرگ تھے اولیا سے کاملین میں سے ۲۶۱ھ میں خلیفہ ابو العباس المعتمد علی اللہ کے وقت میں انتقال فرمایا ۱۲

از تکبر می کنی ہر سو نظر
تو گھمنڈ سے ہر طرف نظر کرتا ہے
بت پرستی می کنی ہم بت گری
بت کو پوجتا بھی ہے اور بت کو بناتا بھی ہے
بت شکن برہم بزن بتخانہ را
تو بت کو توڑ ڈال اور بت خانہ کو ڈھا دے
چند مغروری تو بر اصل و نسب
تو کب تک اصل و نسبت پر گھمنڈ کرتا رہے گا
پیر گشتی صد ہوس داری بدل
تو بوڑھا ہو گیا اور سو آرزوئیں دل میں رکھتا ہے
آرزو ہائے تو ہرگز کم نشد
تیری آرزوئیں ہرگز کم نہیں ہوئیں
دل چو آلود ست از حرص و ہوا
جب کہ دل حرص و ہوا سے آلودہ ہے
صد تمنا در دلت اے بوالفضول
اے بیہودہ بکواسی سو آرزوئیں تیرے دل میں ہیں

خویش را گوئی کہ ہستم باخبر
اور اس پر اپنے آپ کو کہتا ہے کہ باخبر ہوں
شد دلت رشکِ بتان آزری[1]
تیرا دل آزر کے بتوں کو شرمانے والا ہے
چون خلیل اللہ بنا کن خانہ را
حضرت ابراہیم کی طرح کعبہ تیار کر
از تکبر دور باش اے بی ادب
ارے گستاخ غرور سے دور ہو
جاہلی چون خر فرو مانی بہ گل
تو نادان ہے گدھے کی طرح دلدل میں پھنسا ہے
قامتِ حرص و ہوایت خم نشد
تیری حرص و ہوا کا قد جھکا نہیں
کے شود مکشوف اسرار خدا
خدا کے بھید ہرگز ظاہر نہ ہوویں گے
کے کند نور خدا در دل نزول
خدا کا نور تیرے دل میں کیونکر آئے گا

[1] آزر نام ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا جو کہ بت بنایا کرتا تھا ۱۲

دین و دنیا ہر دو کے آید بدست
دین اور دنیا دونوں کب ہاتھ آ سکتے ہیں
بر تو قسمت می رسد اے بیخبر
تجھے تیرا حصہ ملتا ہے اے بے خبر
حرص تو دلق قناعت پارہ کرد
تیری حرص نے قناعت کی گدڑی چاک کر ڈالی
ہست دنیا پیر زال و پر فریب
دنیا بوڑھی عورت فریب سے بھری ہے
عارفان وا دند او را صد طلاق
خدا شناسوں نے اسے سو طلاقیں دیں
این سخن در گوش داری اے جوان
یہ بات اے نوجوان کان میں رکھ
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دون
تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور کمینی دنیا کو بھی
بہر دین دل کند از دنیا علیؓ
دین کے واسطے حضرت علیؓ دنیا سے بیزار ہوئے

این فضولی ہا مکن اے خود پرست
اے خود پرست یہ زیادتیاں مت کر
پس چرا قانع نہ ای بر خشک و تر
پھر تو قناعت کیوں نہیں کرتا ہے خشک اور تر پر
نفس امارہ ترا آوارہ کرد
نفس امارہ نے تجھے آوارہ کیا
مے کند پیر و جوان را ناشکیب
بوڑھے اور جوان کو بے صبر بناتی ہے
ہر کہ عاشق شد بر او گشت عاق
جو کہ اس پر عاشق ہوا خدا کا نافرمان ہوا
مولوی گفتہ ز روئے امتحان
کہ حضرت مولانا روم نے تجربہ کی بات کہی ہے
این خیال ست و محال ست و جنون
یہ صرف خیال ہے اور محال ہے اور دیوانگی
آن علیؓ شد والئِ ملکِ نبیؐ
وہ علیؓ کہ حضرت نبیؐ کے ملک کے حاکم ہوئے

آن وصیِ مصطفےٰ شیرِ خدا
وہ مصطفےٰؐ کے وصی اور خدا کے شیر

آن علیؑ زوجِ بتولؑ پارسا
وہ علیؑ پرہیزگار بی بی حضرت فاطمہؓ کے خاوند

زالِ دُنیا را چنان زد پشتِ پا
دُنیا کی بُڑھیا کو اس نے ٹھوکر ماری

تا نیاید در نکاحِ اولیا
تاکہ ولیوں کے نکاح میں نہ آوے

بہرِ دنیا آن یزیدِ ناخلف
اس نالائق یزید نے دُنیا کے لئے

دینِ خود کردہ برائے او تلف
اپنے دین کو اس کے لئے برباد کیا

زالِ دنیا چون در آمد در نکاح
دُنیا کی بڑھیا جب اس کے نکاح میں آ گئی

کرد بر خود خونِ آن سیدؔ مباح
اس نے سید کے خون کو اپنے اوپر روا کیا

داد یاری ہمچو کس را پیرِ زال
اس بوڑھی دُنیا نے جس شخص کی جب مدد کی

کرد او را در دو عالم پائمال
دونوں جہاں میں اس کو پائمال کیا

چون خوری پس خوردۂ خوانِ پلید
یزید کے خوان کا بچا ہوا کیوں کھاتا ہے

تلخ گردان کام از نانِ یزید
اپنے تالو کو یزید کی روٹی سے تلخ کر

گر نیفتد پردہ از روئے مجاز
اگر دُنیا کے چہرہ سے پردہ اُلٹ جائے

نفرتے گیری ز زالِ حیلہ ساز
تو اس حیلہ کرنے والی بڑھیا سے نفرت کرے

زشت روئے او چو آید در نظر
جبکہ اس کا بدصورت چہرہ نظر آوے

از خدا خواہی امان اے بے خبر
اے بے خبر تو خدا سے اماں چاہے

ل سید اشارہ ہے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف ۱۲

لقمۂ شبہہ چو افتد در شکم
شبہ کا نوالہ جب پیٹ میں پڑتا ہے

قوت او مے کند سر رشتہ کم
اُسکی قوت اصل مدعا کو کم کر دیتی ہے

چون بخواہی لقمۂ اے ناداں ز آز
جب کہ تو اے ناداں حرص کا نوالہ چاہتا ہے

نفس گرداند دہان حرص باز
تو نفسِ امارہ حرص کا مُنہ کھولتا ہے

بر تو یابد دست گر این حیلہ ساز
اگر یہ حیلہ گر تجھ پر قدرت پاتا ہے

دست بہر ظلم گرداند دراز
تو ظلم کے لئے ہاتھ دراز کرتا ہے

چشمِ شہوت چون کشاید آن لعین
جب کہ وہ ملعون نفس شہوت کی آنکھ کھولتا ہے

کور گردد دیدۂ اہلِ یقین
یقین والوں کی آنکھ اندھی ہو جاتی ہے

چون تکبّر مر ترا رسوا کند
غرور کی طرح تجھ کو بدنام کرے گا

شہوت حرص و ہوا پیدا کند
حرص و ہوا کی خواہش پیدا کریگا

پس نیاید کار تو علم و عمل
پس علم و عمل تیرے کام نہ آئے گا

از دغل افتد در ایمانت خلل
اور کھوٹائی سے تیرے ایمان میں خلل پڑیگا

نفسِ کافر تا بود ہمراہِ تو
یہ نفس نافرمان جب تک کہ تیرے ساتھ رہیگا!

آتشِ دوزخ بود جانکاہِ تو
دوزخ کی آگ تیری جان گھٹانے والی ہو گی

گر تو مردی نفسِ کافر را بکش
اگر تو مرد ہے تو نفس کافر کو مار ڈال

ورنداری دسترس بنشین خمش
اور اگر یہ قدرت نہیں رکھتا ہے تو خاموش بیٹھ

گر نداری ہمتِ مردانِ دین
اگر تو دیندار لوگوں کی سی ہمت نہیں رکھتا ہے
گر ز دست تو نیاید کار مرد
اگر تیرے ہاتھ سے مرد کا کام نہ ہو سکے
اے مخنث نے تو مردی نے تو زن
اے مخنث نہ تو مرد ہے نہ عورت
مرد باید تا نہد بر نفس پا
مرد کو چاہیئے کہ نفس پر قدم رکھے
دست ہمت را برافرازد بلند
ہمت کا ہاتھ اونچا بلند کرے
دست را کوتاہ آرد از ہوس
ہاتھ کو ہوس سے کوتاہ کرے
گر خوری یک لقمہ از وجہ حلال
اگر تو ایک لقمہ حلال کی کمائی کا کھائے گا
گر شوی از لقمۂ شبہہ نفیر
اگر تو شبہ کے لقمے سے نفرت کرنے والا ہوگا

چو زنان رو در پس پردہ نشین
عورتوں کی طرح پردے کے پیچھے بیٹھ
ہمچو ہیزان در پسِ مردان مگرد
ہیجڑوں کی طرح مردوں کے پیچھے مت پھر
مثل شیطان راہ مردان مزن
شیطان کی طرح مردوں کی راہ مت مار
بگذر از شہوت حرص و ہوا
شہوت اور حرص و ہوا ترک کرے۔
نفس را چون صید آرد در کمند
نفس کو شکار کی طرح کمند میں لاوے
بشکند با چنگ ہمت این قفس
ہمت کے پنجے سے اس نفس امارہ کے پنجرے کو توڑ
نور تابد بر دل از مہر کمال
کمال کے آفتاب سے دل پر نور چمکے گا۔
نفس را سازی بفضل حق اسیر
نفس امارہ کو خدا کے فضل سے قیدی بنائے گا

آتشے از دور چون گلشن بود
آگ دور سے باغ ایسی نظر آتی ہے
نخوت آرد مر ترا مال و منال
مال اور جائداد تجھ کو مغرور بناتے ہیں
نیست رحمے در دل اہل دول
دولت مندوں کے دلوں میں رحم نہیں ہے
اہل دنیا بہر سیم و مال زر
دنیا دار اور چاندی اور مال اور سونے کے لیئے
آن شنیدی کز برائے عز و جاہ
تو نے سنا ہے کہ عزت اور مرتبہ کے لیئے
از حسد بے رحمئ اخوان ببین
حسد کے سبب سے بھائیوں کی بے رحمی دیکھ
بر سرت باشد اگر تاج زر
اگر تیرے سر پر سونے کا تاج ہوگا
بلکہ رو تابی چو نمرود از خدا
بلکہ تو نمرود کی طرح خدا سے منہ پھیریگا

در حقیقت سر بسر گلخن بود
اور سچ مچ بالکل بھاڑ ہو جاتی ہے۔
گر نداری از تہیدستی منال
اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو مفلسی کی شکایت مت کر
شیوۂ اہل دول باشد دغل
دولت مندوں کا طریقہ مکر و فریب ہے
گر بدست آید خورد خون جگر
اگر ہاتھ آجائے تو جگر کا خون پیتے ہیں
بیگنہ کردند یوسف را بچاہ
حضرت یوسف کو بے گناہ کوئیں میں بھائیوں نے ڈالا
حال زار یوسف کنعان ببین
حضرت یوسف کنعان کی خراب حالت پر نظر کر
کس نیاید از تکبر در نظر
تو تکبر کے سبب سے کوئی تیری نظر میں نہ آئے گا
گم کنی خود را نہ ترسی از جزا
اپنے آپ کو گم کرے گا اور روز جزا سے نہ ڈریگا

حرص افزون میشود از مال زر
حرص مال و زر سے بڑھتی ہے
بادشاہان را ببین کز بہر مال
بادشاہوں کو دیکھ کہ مال کیلئے
ہیچ جا دیدی گدائے بینوا
تو نے کسی جگہ ایک بے سروسامان فقیر کو دیکھا ہے
دولت آرد کبر را بیدین کند
دولت غرور پیدا کرتی ہے اور بے دین بناتی ہے
دوستان حق کہ بیزار اند ازو
خدا کے دوست کہ اس سے بیزار ہیں
حب دنیا چون کند بر دل نگاہ
دنیا کی محبت جب کہ دل پر نظر کرتی ہے
کور گردد روشن چشم یقین
یقین کی روشن آنکھ اندھی ہو جاتی ہے
بہر طاعت لقمۂ باید حلال
عبادت کے لئے حلال لقمہ درکار ہے

قطع گردد حب فرزند و پدر
بیٹے اور باپ کی محبت زر کی محبت میں کٹ جاتی ہے
خون اخوان و پدر دانند حلال
بھائیوں اور باپ کا خون حلال جانتے ہیں
رو بگرداند چو فرعون از خدا
کہ اس نے فرعون کی طرح خدا سے روگردانی کی ہے
نفس کافر کفر را تلقین کند
نفس کافر کو کفر کا سبق پڑھاتی ہے
چیست حکمت ہیچ میدانی درو
تو جانتا ہے کہ اس میں کیا راز کی بات ہے
دل چو خارا گردد سخت و سیاہ
دل پتھر کی طرح سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے
بستہ گردد بعد ازان درہائے دین
اس کے بعد دین کے دروازے بند ہو جاتے ہیں
تا نیفزاید ترا رنج و ملال
تاکہ تجھے رنج و ملال نہ بڑھا دے

نفس آب و چون حباب است جسم تو
نفس پانی ہے اور جسم مانند بلبلے کے ہے
چون الف در لام میگردد نہان
جس طرح الف لام میں ہو جاتا ہے پوشیدہ
گشت واصل چون بدریا آب جو
جب کہ نہر کا پانی دریا میں پہنچا
تا توئی کے یار گردد یار تو
جبکہ تو ہے کب یار تیرا یار ہو جائیگا
مولوی فرمود در نظم این بیان
مولانائے روم نے نظم میں یہ بیان فرمایا
تو مباش اصلا کمال این است و بس
تو ہرگز مت رہ کمال کا درجہ یہی ہے اور بس
بشنو از من گر تو ہستی ہوشیار
سن مجھ سے اگر تو ہوشیار ہے
ہر کہ این پند از من عاشق شنید
جس نے مجھ عاشق سے یہ نصیحت سنی

آب چون گردی نماند جسم تو
جب کہ تو آب ہو جائے گا تو تیرا جسم باقی نہ رہیگا
خویش را گم ساز تا گردد عیان
تو اپنے آپکو گم کرتا ہے کہ ذات حقیقت ظاہر ہووے
آب جو را باز از دریا مجو
پھر نہر کے پانی کو دریا میں مت ڈھونڈھ
چون نباشی یار باشد یار تو
جب تو تو نہ رہیگا یار تیرا یار ہو جائیگا
بر تو گردد روشن اسرار نہان
یہ پوشیدہ بھید تجھ پر روشن ہووے
تو در و گم شو وصال این است و بس
تو اسمیں گم ہو جا وصال کا درجہ یہی ہے اور بس
با تو گویم این سخن را گوش دار
میں تجھ سے یہ بات کہتا ہوں تو کان لگا
بیشک اندر محفل جانان رسید
بیشک محبوب کی محفل میں پہنچا

هر که او از خویشتن بیزار گشت
بیشک آنکس محرم اسرار گشت

جو کہ وہ اپنے آپ سے بیزار ہوا
بے شک وہ بھیدوں کا رازدار ہوا

هر که او سر باخت اندر کوئے او
بنگرد صد بار جانان سوئے او

جس نے اس کے کوچے میں اپنا سر دیا
دیکھتا سو بار محبوب اس کی طرف

یک نگاہے گر کند سویم نگار
جان چہ باشد گر بود صد جان نثار

ایک نگاہ میری طرف اگر محبوب کرے
ایک جان کی کیا حقیقت ہے اگر سو جانیں ہوں تو نثار کروں

عاشق دیوانہ و سرگشتہ ایم
یار جویان گرد ہر در گشتہ ایم

ہم عاشق دیوانے اور سرگشتہ ہیں
یار کو ڈھونڈتے دربدر پھرتے ہیں

هر که بوئے بشنوم از بوئے او
مست رفتم بیخبر از کوئے او

جب کہ اس کی خوشبو سے ایک مہک سونگھوں گا
بے خبر متوالا اس کے کوچے سے جاؤں گا

سنبل از گیسوئے او شد تابدار
لالہ از رخسار او شد داغدار

سنبل اس کی زلف سے پیچ دار بنی ہے
لالہ اس کے رخسار سے داغدار ہوا ہے

صد زبان در وصف او سوسن کشید
غنچہ با صد شوق پیراہن درید

سوسن اس کے وصف میں سو زبان نکالے ہے
غنچہ سو شوق کے ساتھ اپنا پیراہن پھاڑتا ہے

نرگس بیمار چشم از سر کشاد
جام زرین بر کف سیمین نہاد

نرگس بیمار نے باطن کی آنکھ کھول کر
سونے کا پیالہ چاندی کی ہتھیلی پر رکھا ہے

دل شود روشن ز نور آئینہ وار
پرتو اندازد آئینہ نگار

دل نور سے آئینے کی طرح روشن ہوگا
محبوب کا عکس دل کے آئینے میں نظر آئے گا

چون کشائی چشم اے اہل یقین
ہر طرف تابان جمال یار بین

جب اے صاحب یقین تو آنکھ کھولے
ہر طرف یار کا روشن جمال دیکھے

یار را مے بین تو در ہر آئینہ
سوز و ساز اوست در ہر طنطنہ

تو ہر آئینے میں یار کو دیکھتا رہ
اسی کا سوز و ساز ہے ہر آواز میں

ہر چہ آید در نظر از خیر و شر
جملہ ذات حق بود اے بے خبر

جو کچھ نیکی بدی سے نظر میں آوے
اے بے خبر سب کچھ وہ ذات حق کی ہے

اوست در ارض و سما و لامکان
اوست در ہر ذرہ پیدا و نہان

وہی زمین اور آسمان اور لامکان میں ہے
وہی ہے ہر ذرے میں ظاہر اور پوشیدہ

پاس دار انفاس اے اہل خرد
تا ترا این قافلہ منزل برد

اے غافل اپنے سانسوں کی نگہبانی کر
تاکہ تجھکو یہ قافلہ منزل پر لے جاوے

اوست پیدا و نہان و آشکار
جلوہا کردست در ہر شئے نگار

وہی ہے ظاہر اور پوشیدہ اور کھلا
محبوب نے ہر چیز میں جلوے کیے ہیں

ہوش در دم دار اے مرد خدا
یک نفس یکدم مباش از حق جدا

اے مرد خدا ہر دم ہوشیار رہ
ایک دم کے لئے خدا سے جدا مت ہو

نفی گردان از دل خود ماسوا
ماسوا کی اپنے دل سے نفی کر

تا نگنجد در دلت غیر از خدا
تاکہ تیرے دل میں خدا کے سوا نہ سماوے

زنگ دل از صیقل لا پاک کن
دل کے زنگ کو لا کے صیقل سے پاک کر

سینہ با تیغ محبت چاک کن
سینے کو محبت کی تلوار سے چاک کر

اسم ذات او چو بر دل نقش بست
جبکہ اس کی ذات کے نام نے دل پر نقش باندھا

سکۂ ضرب محبت خوش نشست
محبت کی ٹکسال کا سکہ خوبی کے ساتھ بیٹھا

گشت چون بر نقش دل نقش آلہ
جب کہ دل کے نقش پر خدا کا نقش ہوا

غیر نقش اللہ را اے دل مخواہ
اے دل خدا کے نقش کے سوا کسی کا نقش مت چاہ

چون شوی فانی تو از ذکر خدا
جب کہ تو خدا کی یاد سے فانی ہووے گا

راہ یابی در حریم کبریا
خدا کی بارگاہ میں راہ پاوے

چون بمانی با خدا یابی وصال
جب تو خدا کے ساتھ رہیگا قرب پائے گا

خویش را گم ساز اے صاحب کمال
پس اپنے آپ کو اے صاحب کمال گم کر

ہر کہ شد در بحر عرفان آشنا
جو کہ خداشناسی کے سمندر میں تیرنے والا ہوا

ذرہ ذرہ قطرہ داند از خدا
قطرے کے ذرے ذرے کو خدا سے جانتا ہے

آب دریا چون زند موج دگر
دریا کا پانی جبکہ دوسری موج مارتا ہے

در حقیقت آب باشد جلوہ گر
حقیقت میں وہی پانی جلوہ گر ہوتا ہے۔

نخل سرو از قامت زیبائے او
سرو کا درخت اس کے زیبا قد سے

سبز و خرم گشت سر تا پائے او
سر سے لیکر پاؤں تک سرسبز و شاداب ہوا

بلبل و قمری بہ بستان نوحہ گر
بلبل اور قمری باغ میں نوحہ گر ہیں

ہر یکے با نطق و اقرار دگر
ہر کوئی دوسری بولی بولتا ہے اور دوسرے اقرار کو ظاہر کرتا ہے

ہر طرف برخاست از وے ہاؤ ہوئے
اس سے ہر طرف شور و غوغا مچا ہے

بر زبان دارند از وے گفتگو
زبان پر اسی کا ذکر جاری ہے

این شنیدم نغمۂ چنگ و رباب
میں نے یہ چنگ و رباب کا نغمہ سنا

سینہ بریان شد ز سوز دل کباب
دل کے سوز سے سینہ بھن کر کباب ہوا

مطرب از شوق طرب چون ساز کرد
مطرب نے طرب کے شوق سے جب باجا بجایا

این ترانہ را بسوز آغاز کرد
اس نغمے کو سوز دل کے ساتھ گانا شروع کیا

یار را مے بین تو در ہر آئینہ
تو ہر آئینے میں یار کو دیکھتا رہ

سوز و ساز اوست در ہر طنطنہ
اس کے ساز کا سوز ہر آواز میں ہے

ہر چہ بینی در حقیقت جملہ اوست
جو کچھ کہ تو دیکھتا ہے حقیقت میں سب وہی ہے

شمع و گل پروانہ بلبل ہم از وست
شمع اور گل اور پروانہ اور بلبل سب اسی سے ہے

ہر چہ آید در نظر از جزو و کل
جو کچھ چھوٹی اور بڑی چیز نظر آتی ہے

بوم صحرا بلبل بستان و گل
جنگل کا اُلو اور باغ کی بلبل

عارفاں را نقش چہ زیبا چہ زشت
صورت ہر نیک و بد را خود نوشت

خداشناسوں کیلئے کیا خوشنما اور کیا بدنما نقش
ہر نیک و بد کی صورت خود اسی کی لکھی ہے

مرغ و ماہی مار و مور و شیر ببر
چشمۂ حیوان و باران برق و ابر

مرغ اور مچھلی اور سانپ اور چیونٹی اور شیر ببر
چشمۂ حیات اور مینہ اور بجلی اور بادل

سنگ خارا لعل و یاقوت و گہر
ظلمتِ شب تیرہ نور ماہ و خور

سخت پتھر اور لعل اور یاقوت اور موتی
تاریک رات کی تاریکی چاند اور سورج کی روشنی

ہر چہ باشد آب و آتش باد و خاک
جملہ را مخلوق کرد از صنع پاک

جو کچھ کہ ہے پانی اور آگ اور ہوا اور خاک
اُس نے سب کو اپنی قدرت پاک سے پیدا کیا

قادرے کو آفریدہ از قطرۂ آب
نقش بستہ در صدف دُر خوش آب

ایسا قدرت والا کہ اس نے پانی کی بوند سے
آبدار موتی کا سیپ میں نقش باندھا

گوہر جان مطلع انوار اوست
معدن جان مخزن اسرار اوست

جان کا گوہر اسکی روشنیوں کی نکلنے کی جگہ ہے
جان کی کان اسکے بھیدوں کا خزانہ ہے

یار در تو پس چرائی بے خبر
یار در خود تو چہ گردی در بدر

یار تجھ میں ہے پس تو کیوں بے خبر ہے
یار خود تجھ میں ہے تو کس لئے دربدر پھرتا ہے

اے گرفتاری بہ بند نام و ننگ
شیشۂ ناموس را بشکن بسنگ

اے نام و ننگ کی قید میں گرفتار
ناموس کے شیشہ کو پتھر پر توڑ

دوست پیدا در تو تو از خویش گم
مرگ آید ناگہاں گوید کہ قم

وہ تجھ میں ظاہر ہے اور تو اپنے سے بے خبر ہے
اچانک موت آکر کہنے والی ہے کہ اُٹھ

ناگہاں برخیزی افتی در مغاک
روز محشر منفعل خیزی ز خاک

یکبارگی تو اُٹھ کر غار میں پڑے گا
قیامت کے روز شرمندہ قبر سے اُٹھے گا

ناگہ از گورت بر آید این صدا
حسرتا و احسرتا و احسرتا

یکبارگی تیری قبر سے نکلے کی آواز
آہ حسرت ہے حسرت ہے بڑی حسرت

حیف باشد ہمچو نابینا روی
کور و کر برخیزی و رسوا شوی

افسوس ہے کہ تو اندھے کی طرح جاوے
اندھا اور بہرا اُٹھے اور پھر بدنام ہووے

اے خلیفہ زادہ بس نابکار
تا بکے بیگانہ گردی ہوش دار

اے حضرت آدم کے بیٹے بس کر نالائق کام سے
کب تک تو بیگانہ رہے گا ہوش میں آ

رحم کن بر حال خود اے بوالہوس
باز گرد و توبہ کن در ہر نفس

اے ابوالہوس اپنی حالت پر رحم کر رحم کر
خدا کی طرف رجوع کر اور ہر دم توبہ کر

با خدا ہر دم ہمے گوئی دروغ
از دروغ تو چہ افزائی فروغ

تو خدا سے ہر دم جھوٹ بولتا ہے
جھوٹ سے کیا تیرا فروغ ہوگا

ہر زماں گوئی کہ من توبہ کنم
بیخ اغیار از دل خود برکنم

تو ہر دم کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں
غیروں کی جڑ دل سے اکھاڑتا ہوں

چوں شود فردا ز سر گیریم کار
جب کل ہوگی کام نئے سرے سے شروع کریں گے

دل ز خار عشق او سازم فگار
اس کے عشق کے کانٹے سے دل کو زخمی کریں گے

روئے دل شویم ز آب توبہ باز
دل کے چہرہ کو توبہ کے پانی سے دھوونگا

با وضوئے خون دل سازم نماز
پھر دل کے خون سے وضو کر کے نماز ادا کرونگا

گوش نفس خویش را مالش دہم
اپنے نفس امارہ کو گوشمالی دوں گا

از ہوا و ہستئ خود دار رہم
ہوا اور خودی سے آزاد ہوں گا

عہد و پیمان بشکنی چوں شب شود
جب رات آتی ہے عہد و پیمان توڑ ڈالتا ہے

دل پے جویائے ایں مطلب شود
دل اس مطلب کے ڈھونڈنے کے درپے ہوتا ہے

بگذری از ہر چہ باشد کم و بیش
اب جو کچھ کہ کم اور زیادہ ہے اس سے درگذر کر

دل بشو از مکر باطلہائے خویش
خلاصہ یہ ہے کہ تو اپنے بیہودہ مکروں سے دل کو دھو

ساقئے مہ رو شراب لعل ناب
چاند کی صورت والا ساقی اور خالص سرخ شراب

مطرب و دل بردہ آہنگ رباب
اور گویا راگ کی آلاپ یہ سب دل لبھانیوالے ہیں

شاہد خورشید روئے و تند خوئے
معشوق خورشید صورت اور تیز خو

دلبر غارتگر دین عشوہ جوئے
دل کا لے جانے والا حیلہ باز ہو دین کا غارت کرنیوالا ہے

گر بدست آید در آغوشش کشی
اگر تیرے ہاتھ آجائے تو اسکو اپنی آغوش میں لیتا ہے

شربت ہر تلخ و شیرین را چشی
ہر کڑوے اور میٹھے شربت کو تو چکھتا ہے

گر شود موجود اسباب طرب
اگر خوشی کا سامان موجود ہو وے

صرف بیجا کئی اوقات شب
تو رات کے وقت کو بے پرواہی سے خرچ کر دیوے

ورنہ باشد ایں میسر اے گدا
اور اے فقیر اگر تجھ کو یہ چیزیں نہ حاصل ہوں

تا سحر باشی درین غم مبتلا
تو تو صبح تک اس غم میں مبتلا رہے

گر نیابی دست خون دل خوری
اگر ہاتھ نہ آئے تو دل کا خون کھائے

عصمت بی بی بود بے چادری
سچ کہا ہے کہ بی بی کی پاکدامنی چادر نہ ہونیکی وجہ سے ہے

چوں نداری شرم اے پیمان شکن
اے عہد کے توڑنے والے کیونکر تجھے شرم نہیں آتی

باز مے خواہی مراد خویشتن
پھر چاہتا ہے مراد اپنی

عمر با خامی طبع سر میزنی
تو عمر بھر اپنی خامی طبع سے سر مارتا پھرتا ہے

بلکہ از ابلیس ملعون کمتری
بلکہ سچ پوچھئے تو ملعون ابلیس سے کمتر ہے

نفس بدکردار تو چوں سگ پلید
بدکار نفس نے ناپاک کتے کی طرح

دست ایمانت بدندان پس گزید
تیرے ایمان کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا

شہوت و خواب و خورش داری مدام
شہوت اور خواب و خورش تو رکھتا ہے ہمیشہ

از عبادت کاہلی و ناتمام
عبادت سے کاہلی ہے اور ناتمام

جہل خر داری تو اے بیہودہ گرد
تو اے بیہودہ پھرنے والے گدھے کی طرح نادان ہے

آنچہ تو کردی کہے شیطان نہ کرد
جو کچھ کہ تو نے کیا ہے کبھی شیطان نے بھی نہیں کیا

یافت تعلیم از تو شیطان مکر و ریو
شیطان نے تجھ سے مکر اور فریب کی تعلیم پائی
از تو آموزند بازی طفل و دیو
لڑکے اور دیو تجھ سے بازی سیکھنے والے ہیں

مکر و تلبیس از تو شیطان میخورد
مکر و فریب تجھ سے شیطان کھاتا ہے
ہر زمان صد بستہ بستہ می برد
ہر دم مکر و فریب کے سو بستے باندھ کر لیجاتا ہے

نفس کافر تا بود ہمراہ تو
نا فرمان نفس جب تک تیرا ہمراہی رہے گا
آتش دوزخ بود جانکاہ تو
دوزخ کی آگ تیری جان گھٹانے والی ہے

جیفۂ مردار داری در نوشت
تیری تقدیر میں مردار حرام ہے
سگ صفت زاں داری اے آدم سرشت
اے آدم کے بیٹے اسی لئے کُتے کی سی عادت رکھتا ہے

بہر لقمۂ اے سگ مردار خوے
اے مردار کھانیوالے کُتے لقمے کے لئے
می دوی صحرا بصحرا کو بکوے
جنگل جنگل کوچہ کوچہ دوڑتا پھرتا ہے

خوار می گردی ز بہر آب و نان
روٹی اور پانی کے لئے تو ذلیل پھرتا ہے
در پئے سگ تا بکے باشی دواں
کُتے کے پیچھے کب تک دوڑے گا

ہمرہاں رفتند و بیکس ماندۂ
ساتھی چلے گئے اور تو اکیلا رہ گیا ہے
ہمچو لنگا لنگ وا پس ماندۂ
لنگڑے لولے کی طرح تو عاجز رہ گیا ہے

فکر رفتن کن کہ می آید پلنگ
چلنے کی فکر کر کہ آتا ہے چیتا
تا بکے بنشینی اے مغلوب لنگ
تو کب تک عاجز اور لنگڑا رہے گا

خواب چوں آید ترا اے بیحیا
اے بے شرم تجھے نیند کیسے آتی ہے
چوں پلنگ موت داری در قفا
جب کہ موت کا چیتا تیرے پیچھے لگا ہے

کاش کز بہر عدم خیزد نہنگ
ذرا صبر کر کہ نیست کرنے کے لئے چیتا آتا ہے
تا قیامت خسپی اندر گور تنگ
قیامت تک تنگ قبر میں سوئے گا

تا ترا فرصت بود کارے بساز
جب تک تجھے فرصت ہے کوئی کام کرلے
اسپ تازی زین کن و بازی ببار
عربی گھوڑے پر زین کس لے بازی جیت لے

رو کہ در ملک بقا سلطان شوی
چل کہ زندگی کے ملک کا بادشاہ بنیگا
ناظر و منظور آں جاناں شوی
اُس معشوق کا عاشق اور منظور بنیگا

عاشقاں را تاج شاہی بر سر است
عاشقوں کے سر پر شاہی تاج ہے
ساقئے ہر دم لبالب ساغر است
ساقی ہر دم لبریز پیالہ لئے کھڑا ہے

ہر کہ او از قید نفس خویش رُست
جو شخص کہ اپنے نفس امارہ کے مکر سے آزاد ہوا
عاقبت بر کرسئ مقصد نشست
آخرت میں مقصد کی کرسی پر بیٹھے گا

اے شرف نشنیدۂ سالک چہ گفت
اے شرف تو نے نہیں سُنا کہ سالک نے کیا کہا
گریہ کرد ایں بیت را با سوز گفت
بڑے سوز و درد دل کے ساتھ اس بات کو کہہ

چشم بند و گوش بند و لب بند
آنکھ بند کر اور کان بند کر اور لب بند کر
گر نہ بینی سرّ حق بر ما بخند
اگر پھر خدا کا راز نہ پائے تو ہم پر ہنس

زہد و تقویٰ نیست اے اہل جنون
اے دیوانے زہد اور تقوے اور پرہیزگاری نہیں ہے
بہر شہرت میکنی خود را نگوں
کہ تو شہرت کے خیال میں اپنے آپکو جھکا رکھا ہے

سر کنی پائین و بالا پا کنی
سر نیچے اور پاؤں اوپر کرتا ہے
از ریاضت خلق را شیدا کنی
لوگوں کو یہ ریاضت دکھا کے اپنا فریفتہ بناتا ہے

ہمچو مجنوں عشق داری در مجاز
مجنوں کی طرح دنیا کی مخلوق کا تو عشق رکھتا ہے
ہمچو لیلیٰ رخ نمائی در نیاز
لیلیٰ کی طرح اخلاص کا چہرہ دکھاتا ہے

گاہ چوں شیرین کنی خون جگر
کبھی تو شیریں کی طرح خون جگر پیتا ہے
گہ زنی چون کوہکن تیشہ بسر
کبھی تو فرہاد کی طرح سر پر تیشہ مارتا ہے

اے حقیقت دان گزر کن از مجاز
اے حقیقت کے جاننے والے مجاز سے درگذر کر
چند باشی در مقام حرص باز
کب تک حرص اور لالچ کے مقام میں رہیگا

چند چینی لالہ و نسرین و ورد
کب تک لالہ اور نسرین اور گلاب چنتا رہیگا
چند بینی رنگ سرخ و سبز و زرد
کب تک سُرخ اور سبز اور زرد رنگ کو دیکھتا رہیگا

چند در کثرت نمائی خویش را
کب تک کثرت میں اپنے آپ کو دکھاتا رہیگا
یک زمان در خانہ وحدت بیا
ایک دم کے لئے وحدت کے گھر میں آ

آشنا شو آنچنان از یار خویش
اپنے یار سے ایسا آشنا ہو
تا کہ خود را گم کنی از کار خویش
کہ اپنے کام سے اپنے آپ کو گم کر دے

تا توئی کے یار گردد یار تو
جب تک کہ تو ہے یار تیرا یار نہ ہوگا
چون نباشی یار باشد یار تو
جب تو نہ ہوگا یار تیرا یار رہے گا

یارب از سودائے خود دل ریش دار
اے پروردگار اپنے عشق سے دل کو زخمی کر
زندہ را مردہ بعشق خویش دار
زندہ کو مردہ اپنے عشق سے رکھ

آنچنان با خود بگردان آشنا
ایسا اپنے ساتھ آشنا کر
تا نہ گردم یک زمان از تو جدا
کہ ایک دم تجھ سے جدا نہ ہوں

سوئے خویشم بر کہ رہ گم کردہ ام
اپنی طرف مجھ کو لے چل کہ میں راستہ بھول گیا ہوں
زندہ جاوید گردان مردہ ام
ہمیشہ کیلئے مجھ کو جلا دے کہ میں مردہ ہوں

زندہ گردان این دل پژمردہ را
اس مُرجھائے ہوئے دل کو زندہ کر دے
زندہ کن با عشق جانان مردہ را
مردہ کو محبوب کے عشق سے زندہ کر دے

ہر دلے کز عشق جانے یافتہ
جس کے دل پر کہ عشق سے جان پائی ہے
تا ابد روح روانے یافتہ
ہمیشہ کے لئے ایک جان پائی ہے

بر دل ہر کس کہ نور عشق تافت
جس کے دل پر کہ عشق کا نور چمکا
خویش را با جان جانان زندہ یافت
اُسنے اپنے آپکو محبوب کے سبب سے زندہ پایا

اے خوش آن دل عشق وے بر نقش بست
کیا کہنے ہیں اس دل کے جس پر عشق نے نقش باندھا
خاتم دل کند در وے نقش بست
اور اسمیں مہر کھود کر دل کو زینت دار کیا

دل کہ بر دلبر رسد از ساز عشق
دل وہی دل ہے کہ عشق کے ساز سے دلبر تک پہنچے
دلبر باز دلبری عشقت دہد
دلربا دلبری سے عشق تجھ کو دیوے
عشق کو بے بال و پر طیران کند
عشق کہاں ہے کہ بغیر بازو اور پر کے اڑا دے
عشق کو تا تاج سلطانی نہد
عشق کہاں ہے کہ سلطانی تاج پہنا دے
عشق کو تا چشم دل بینا کند
عشق کہاں ہے کہ دل کی آنکھ روشن کرے
عشق کو تا عقل را زائل کند
عشق کہاں ہے کہ عقل کو زائل کرے
عشق کو تا جام مدہوشی دہد
عشق کہاں ہے کہ بے ہوشی کا جام دیوے
عشق دہ تا بے خبر سازد مرا
الٰہی عشق دے کہ مجھ کو بے خبر کر دے

جان کہ بر جانان دہد آواز عشق
جان وہی جان ہے کہ محبوب کے پاس پہنچکر عشق کی آواز لگائے
عشق کو تا جامۂ ہستی درد
عشق کہاں ہے کہ ہستی کے جامہ کو چاک کرے
عشق کو در لامکان جولان کند
عشق کہاں ہے کہ لامکان تک دوڑا دے
عشق کو ملک سلیمانی دہد
عشق کہاں ہے کہ سلیمانی بادشاہت دیوے
عشق کو تا سینہ پر سودا کند
عشق کہاں ہے کہ سینے کو جنون سے بھردے
عشق کو تا عقل را کامل کند
عشق کہاں ہے کہ عقل کو کامل کرے
عشق باید تا فراموشی دہد
عشق درکار ہے کہ فراموشی دیوے
بادہ گو بے پا و سر سازد مرا
مجھے پاگل اور دیوانہ کر دے

عشق باید تا دہد جام شراب
عشق درکار ہے کہ جام شراب کا دیوے
بادۂ عشق از غم جانانہ است
عشق کی شراب سے مراد محبوب کا غم ہے
عشق کو تا حالت مستان دہد
عشق کہاں ہے کہ مستوں کی حالت دیوے
اے خوش آن مے کو رہاند از خودے
کیا خوب ہے وہ شراب کہ خودی سے چھڑا دے
ہیچ میدانی کہ اصل عشق چیست
تجھے کچھ خبر ہے کہ عشق کی اصل کیا ہے
حسن جانان چون نظر در خویش کرد
محبوب کے حسن نے جب اپنی طرف نظر کی
عشق چون جبرئیل در معراج حسن
عشق جبرئیل کی طرح حسن کی معراج ہے
عاشق و معشوق گردند ہر دو یک
عاشق اور معشوق دونوں ایک ہو جاتے ہیں

عشق سازد ساغرے آفتاب
عشق شراب کے پیالے کو آفتاب بنا دیتا ہے
ہر کہ خورد از خویشتن بیگانہ ہست
جس نے پی خودی سے بیگانہ ہوا
عشق کو جام از کف جانان دہد
عشق کہاں ہے کہ معشوق کے ہاتھ سے جام دلوائے
صاف گرداند ز نیکی و بدے
نیکی اور بدی سے صاف کر دے
عشق کا از حسن جانان زندگیست
عشق کی معشوق کے حسن کے ساتھ زندگی ہے
گشت پیدا عشق را در پیش کرد
اپنا عاشق آپ بنا اور عشق کو ظاہر کیا
بر سر عاشق نہد صد تاج حسن
عاشق کے سر پر حسن کے سو تاج پہناتا ہے
ہم توئی معشوق و عاشق نیست شک
توہی ہے عاشق اور توہی ہے معشوق بس اور کوئی نہیں

اے کہ گشتی واقف از اسرار عشق
اے کہ تو عشق کے بھید سے واقف ہوا
سر برآور زیر پائے عشق نہ
سر اٹھا کر عشق کے قدم کے نیچے رکھ دے
عشق بازی نیست کار بوالہوس
بوالہوس کا کام عشق بازی نہیں ہے
گر کنی جان را تو بر جانان نثار
اگر تو جان کو جانان پر نچھاور کرے گا
کشتگان عشق را جان دگر
عشق کے مقتولوں کو دوسری جان ملتی ہے
از توانی اے دلاور عشق کوش
اگر ہو سکے تو اے دل عشق میں کوشش کر
اے خنک جانے کہ خود را باختہ
وہ کیا خوش جان ہے جسنے اپنے آپکو عشق میں ہارا
خرم آنکس کو قمار عشق باخت
کیا خوب ہے وہ شخص جس نے عشق کا جوا کھیلا

نہ قدم مردانہ اندر کار عشق
اب مردوں کی طرح عشق کے کام میں قدم رکھ
بعد ازان پا در ہوائے عشق نہ
اُس کے بعد عشق کی آرزو میں مشغول ہو جا
خام طبعان را بدان ہمچو مگس
خام طبعوں کو مثل مکھی کے سمجھ
در عوض یک جان دہد صد جان نگار
تو وہ ایک جان کے عوض تجھے سو جان دیگا
ہر زمان از غیب احسان دگر
اور ہر دم غیب سے دوسری ان پر عطا ہوتی ہے
این حکایت راز عاشق دار گوش
یہ بات عاشق سے یاد رکھ
سوختہ خود را و با حق ساختہ
اپنے آپ کو جلا کر محبوب سے جا ملی
خویش را بسپرد و با جانان بساخت
اپنے آپ کو پائمال کر کے محبوب تک پہنچا

ہمت مردانہ بین اے بیخبر
اے بے خبر پروانے کی ہمت کو دیکھ
سوخت چون پروانہ ہمرنگ دوست
جبکہ مثل پروانہ اپنے آپکو جلا کر دوست کا ہمرنگ بنا
در محبت تا نسوزی بال و پر
محبت میں جب تک تو بازو اور پر نہ جلائیگا
سوز چون پروانہ در جسم قفس
پروانے کی طرح جسم کے پنجرے میں جل
زہد و تقوے چیست اے عالیجناب
اے عالیجناب زہد اور تقوے کیا چیز ہے
یک زمان خوش دل نباشی در جہان
ایک دم جہاں میں خوشدل نہ ہوئے
دل بدست غم چنان داری گرو
دل کو غم کے ہاتھ میں اس طرح گرو ہی کر
دل بود از ہر دو عالم بے نیاز
دل دونوں جہانوں سے بے حاجت ہوئے

سوز چون پروانہ تا یابی خبر
اور پروانے کی طرح جل تاکہ خبردار ہے
گشت محرم چنگ زد بر چنگ دوست
رازدار ہوا اور دوست کے پنجہ میں پنجہ مار
کے شوی ہمرنگ آتش سربسر
آگ کا ہمرنگ بالکل کب بنے گا
تا شوی با جان جانان ہمنفس
تاکہ محبوب کی جان کے ساتھ تو ہمدم ہے
بر مراد خود نہ گشتن کامیاب
اپنی مراد پر کامیاب نہ ہونا
وارہی فارغ شوی از این و آن
سب کو چھوڑ دے اور اسکی فکر سے بیفکر ہو جائے
شادی عالم نیرزد نیم جو
کہ دنیا کی خوشی آدھے جو کی برابر قیمت نہ رکھے
بگذار ار روئے حقیقت از مجاز
حقیقت کے خیال میں مجاز کو چھوڑ دے

اے دریغا عمر تو رفتہ بخواب
افسوس ہے کہ عمر تیری خواب غفلت میں گذر رہی
اندکے ماندست او را زود یاب
تھوڑی سی رہی اسکو جلد حاصل کر

عمر تو باشد مثال آب جوئے
تیری عمر نہر کے پانی کے مانند ہے
آب رفتہ باز کے آید بجوئے
پانی گیا ہوا کب دوبارہ نہر میں آتا ہے

در جہان چون چند روزے میہمان
جبکہ تو جہان میں چند روز کے لئے مہمان ہے
این جہان را بر مثال خواب دان
پس اس جہان کو مثل خواب کے سمجھ

خلق را این لعبتان نقش آب
لوگوں کو پانی کے نقش کی گڑیاں جان
چشم چون برہم زنی بینی خراب
کہ ایک پلک جھپکانے میں ویران دیکھے گا

ہر چہ مے بینی بگرداب جہان
جو کچھ تو جہان کے بھنور میں دیکھتا ہے
چون حباب از چشم تو گردد نہان
بلبلے کی طرح تیری آنکھ سے پوشیدہ ہو جائیگا

غافلی از کردہائے خویشتن
تو اپنے اعمال سے بے خبر ہے
نفس را با تیغ لا گردن بزن
لا کی تلوار سے نفس کی گردن مار

دل مکن از فکر باطلہا سیاہ
بیہودہ فکروں سے دل کو کالا مت کر
از خدا غیر از خدا دیگر مخواہ
خدا سے خدا کے سوا چیزوں کی آرزو مت کر

چون زبان گویاست در تن موبموئے
جبکہ تن میں ہر بال زبان کی طرح بولنے والا ہے
موبمو ذکر خدا را نیز گوئے
ہر بال سے خدا کا ذکر کر

دل مدہ با دلبران بے وفا
بے وفا دلبروں کو دل مت دے
زانکہ دارند شیوۂ جور و جفا
اس لئے کہ ظلم و ستم کی عادت رکھتے ہیں

از جہان مہر و وفا معدوم شد
جہاں سے محبت اور وفاداری ناپید ہوگئی
حال مردم یک بیک معلوم شد
ایک ایک آدمی کا حال معلوم ہوگیا

آشنائیہا برافتاد از جہان
دوستیاں جہاں سے جاتی رہیں
شرم شستہ شد ز چشم مردمان
لوگوں کی آنکھ میں شرم نہ رہی

اے دریغا وضع نیکان شد بدل
افسوس ہے کہ نیکوں کی وضع بدل گئی
در دیار حلم افتادہ خلل
بردباری اور حلم کے ملک میں آفت پڑی

قحط افتادست در ملک سخا
سخاوت کے ملک میں قحط پڑ گیا
خشک گشتہ مزرع مہر و وفا
محبت اور وفاداری کھیت سوکھ کر رہ گیا

تیغ ممسک شجرۂ احسان برید
بخیل کی تلوار نے احسان کے درخت کو کاٹ ڈالا
ہمچو عنقا ہمت از عالم پرید
عنقا کی طرح ہمت جہان سے اڑ گئی

ہمتے رفتست از شاہ و گدا
بادشاہ اور فقیر سے ہمت جاتی رہی
منعمان گشتند گدائے بینوا
انعام کرنے والے فاقہ مست فقیر بن گئے

ہمتے برخاست از صاحبدلان
صاحب دلوں سے ہمت جاتی رہی
دارم از دست زمانہ صد فغان
زمانے کے ہاتھ سے سو فریادیں رکھتا ہوں

این نشانہاے قیامت شد پدید — تا قیامت در جہان گردد پدید

یہ قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوئیں — تاکہ دنیا میں قیامت ظاہر ہووے

برکت از کشت و زراعت گشت کم — قامت جود و سخاوت گشت خم

برکت کھیتی باڑی سے گھٹ گئی — بخشش اور سخاوت کا قد جھک گیا

رحم از دلہاے مردم شد نہان — سختئے پیدا شدہ بر مردمان

رحم آدمیوں کے دل سے جاتا رہا — لوگوں پر ایک سختی پیدا ہوتی

خلق نیکو شد ز عالم ناپدید — طبع مردم سگ صفت گشتہ پلید

نیک خصلت جہان سے کم ہوگئی — آدمیوں کی طبیعت کتے کیطرح ناپاک ہوگئی

مہر گم شد از دل فرزند و زن — فتنہ برپا گشت از دیر کہن

محبت جاتی رہی بیٹے اور بیوی کے دل سے — پرانے محبت خانے سے فتنہ برپا ہوا

چون چنان برخاست عالم گشت تنگ — دختران با مادران دارند جنگ

جب کہ ایسا دند مچا جہان تنگ ہوگیا — بیٹیاں ماؤں کے ساتھ لڑنے لگیں

نیست مہرے در دل ہر خاص و عام — پس منگگن خویش را در بند دام

ہر خاص و عام کے دل میں محبت نہیں ہے — پس اپنے آپ کو جال مکر پھندے میں مت ڈال

چون عدم شد دانہ مہر و وفا — پس مرو در دام چون مرغ ہوا

جبکہ محبت اور وفاداری کا دانہ ناپیدا ہوگیا — پس خواہش کے جال میں چڑیا کیطرح مت جا

بند تجمل دام را برہم بزن — آشیان حرص را آتش بزن

قید کو توڑ جال کو الٹ دے — حرص کے گھونسلے میں لگا دے

جز کس نیست بر تو مہربان — دل مدہ غیر از خداوند جہان

خدا کے سوا کوئی تیرا مہربان نہیں ہے — اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو دل مت دے

شکر نعمت کن کہ آن رب العباد — داد بر تو آنچہ می بایست داد

نعمت کا شکر کر کہ اس بندوں کے پروردگار نے — ہر چیز جس کی تجھے ضرورت تھی۔ دی

چشم داد و گوش و بینی ہم دہان — بر تو روشن کرد اسرار نہان

آنکھ کان ناک زبان بھی — پوشیدہ بھیدوں کو تجھ پر ظاہر کیا

غافلی از یار خود اے بےخبر — چند باشی بیخبر چون گاؤ خر

اے بے خبر تو اپنے یار سے غافل ہے — کب تک گائے اور گدھے کی طرح بیخبر رہیگا

نیستی آگاہ از لطفِ خدا — ہمچو عاشق ہر زمان بیند ترا

تو خدا کی مہربانی سے واقف نہیں ہے — کہ وہ ہر دم عاشق کی طرح تجھکو دیکھتا ہے

مہربان ہم شد چو معشوق مجاز — گر بہ بیند جانب عاشق بناز

دنیا کا معشوق جب مہربان ہوتا ہے — اگر عاشق کی طرف ناز کے ساتھ دیکھتا ہے

عاشق صادق کند جان را فدا — مرحبا بر عاشقان صد مرحبا

سچا عاشق اپنی جان فدا کرتا ہے — شاباش ہے عاشقوں کو سو شاباش

طالبے کو در پے جانان رود
جو طالب تو معشوق کے پیچھے جاتا ہے
چشم گردد روئے جانان بنگرد
آنکھ بن جاتا ہے اور معشوق کا چہرہ دیکھتا ہے

گر ترا از عشق او باشد خبر
اگر تجھے اس کے یعنی خدا کے عشق سے خبر ہے
از تو مشتاق است او مشتاق تر
تو تو جانے کہ وہ تیرا مشتاق تجھ سے بڑھ کر ہے

گر ترا چشم محبت وا شود
اگر تیری محبت کی آنکھ کھل جائے
بر تو آن معشوق خود شیدا شود
تو تو دیکھے کہ وہ معشوق تو خود تجھ پر شیدا ہے

با تو نزدیک است آن جان جہان
وہ محبوب جہاں کا تیرے نزدیک ہے
در تو چون جان است آن جانان نہان
اور تجھ میں جان کی طرح وہ محبوب پوشیدہ ہے

چون تو داری چشم احوال بصر
جب کہ تو [illegible] آنکھ ٹیڑھی رکھتا ہے
کے در آید روئے جانان در نظر
معشوق کی صورت کیسے دیکھ سکتا ہے

این حجاب از تست اے محجوب من
یہ پردہ تجھی سے ہے اے میرے چھپے ہوئے
بے حجاب است ورنہ آن محبوب من
ورنہ میرا محبوب تو بے پردہ ہے

پیش مردن میر اے نیکو سیر
اے نیک خصلت مرنے سے پہلے مر
جان بجانان دہ ز حال خود گذر
جان جاناں کو دیدے اپنے حال سے درگذر

گر معشوق تو از خود جان دہی
اگر تو معشوق کو اپنی جان دے دے
قالب خود را کنی از جان تہی
اور اپنے جسم کو جان سے خالی کر دے

ور تو گردد جان جانان جلوہ گر
تجھ میں محبوب کی جان جلوہ گر ہو گی
خویش را از چشم معشوقی نگر
پھر اپنے آپ کو معشوق ہونے کی آنکھ سے نظر کر

عارفے گفت است از روئے عتاب
ایک خدا شناس نے غصہ کی راہ سے کہا ہے
گوش کن چون این معمائے بیاب
ذرا اس راز کو سن اور اس معمے کو حل کر

گر نداری شادئی از وصل یار
اگر تو یار کے وصل کی خوشی نہیں رکھتا ہے
خیز بر خود ماتم ہجران بدار
اٹھ جدائی کا ماتم اپنے اوپر کر

اے شرف تا چند گردی دور دور
اے شرف کب تک دور دور مارا پھرے گا
قطع منزل را بکن اے بے حضور
اے بے حضور منزلوں کو قطع کر

چند پیمائی رہ دور و دراز
کب تک تو راہ دور دراز طے کرے گا
چند رفتی از نشیبے بر فراز
کب تک نیچائی سے اونچائی پر چڑھے گا۔

یک قدم باشد حریم دوست بس
ایک قدم ہے دوست کی بارگاہ اور بس
چند گردی بے خبر اے بوالہوس
کب تک اے بوالہوس بے خبر رہے گا

منزل جانان بود یک گام تو
محبوب کی منزل تیرے ایک قدم پر ہے
بادۂ عرفان بود در جام تو
معرفت کی شراب تیرے پیالہ میں بھری ہے

ہر نفس دریاد او گامے بزن
ہر گھڑی اس کی یاد میں قدم رکھ
ہر زمان از عشق او جامے بزن
ہر دم اس کے عشق کا جام نوش کر

مولوی فرمود نشنیدی مگر ｜ سنگ گرمی بود می کرد اثر

شاید تو نے نہیں سنا مولانا روم نے فرمایا ｜ اگر تو پتھر ہوتا تو اس میں بھی اثر ہوتا

اے کماں از تیر ہا پر ساختہ ｜ صید نزدیک است دور انداختہ

اے وہ کمان کہ تیروں سے بھرے ہے ｜ شکار تو نزدیک تو دور پھینک رہا ہے

ہر کہ مجوری و دوری اے فلاں ｜ آہ از دست تو دارم صد فغاں

کس سے اے فلاں تو دور اور بچھڑا ہوا ہے ｜ آہ میں تیرے ہاتھ سے سو فریاد کرتا ہوں

اے کماں تیر از ترا ازو دور تر ｜ از چنیں صیدے بود مہجور تر

اے وہ کہ تیری کمان کا تیر شکار سے دور پڑا ہے ｜ ایسے شکار سے تو جدا ہی رہے گا

چشم دل بکشا جمال یار بیں ｜ ہر طرف ہر سو رخ دلدار بیں

دل کی آنکھ کھول اور یار کا جمال دیکھ ｜ ہر طرف ہر جگہ دلدار کا رخ دیکھو

چشم تا بہ بیند روئے یار ｜ جلوہ گر بہست در ہر شئے نگار

آنکھ درکار ہے تاکہ یار کا چہرہ دیکھے ｜ محبوب ہر چیز میں جلوہ کئے ہے

نیست پوشیدہ رخ دلدار تو ｜ لیک این نقص است در ابصار تو

تیرے دلدار کا رخ پوشیدہ نہیں ہے ｜ لیکن یہ نقصان ہے تیری آنکھوں میں

گرمی کو در تو اے افسردہ دل ｜ رفت ہمچوں خر فرو در آب و گل

اے سرد دل تجھ میں گرمی کہاں ہے ｜ گدھے کی طرح تو دلدل میں پھنسا ہے

دردمندے کو کہ درمانش نیافت ｜ کو پریشانی کہ سامانش نیافت

ایسا دردمند کہاں ہے کہ اس نے علاج نہ پایا ｜ ایسا پریشان کہاں ہے کہ اس نے سامان نہ پایا

کیست مشتاقے کہ شد جاں بلب ｜ از فراق او بود در تاب و تب

کہاں ہے ایسا مشتاق کہ جان بلب ہو ｜ اس کی جدائی سے بے قرار ہو

تا بود این دیو نفست ہم نشین ｜ کے بود بینا ترا چشم یقین

جب تک کہ نفس شیطان تیرا ساتھی رہے گا ｜ تیری یقین کی آنکھ ہرگز نہ بینا ہوئے گی

چوں تو مقدورے نداری فتح باب ｜ گریہ کن تا حشر بر حال خراب

جب کہ تو فتح یابی کی قدرت نہیں رکھتا ہے ｜ قیامت تک تجھے اپنے حال کی خرابی پر رونا چاہیے

حکایت عارف صاحب کمال

بیان ایک عارف صاحب کمال کا

بود مردے عارف و صاحب کمال ｜ کوچہ دل بستہ از وہم و خیال

ایک مرد عارف صاحب کمال تھا ｜ دل کے کوچہ کو وہم اور خیال کی طرف سے بند کئے ہوئے تھا

بادشاہی کردہ در اقلیم دل ｜ بود از ایام غفلت منفعل

دل کی ولایت میں بادشاہت کرتا تھا ｜ غفلت کے زمانے سے شرمندہ تھا

سالہا کردہ عبادت بے ریا ｜ در دلش نگذشت جز ذکر خدا

برسوں بے ریا عبادت کی تھی ｜ خدا کے ذکر کے سوا اس کے دل میں کچھ نہ گذرتا تھا

چون چنین بگذشت او را چند سال
جب اسکو اسی طرح سے بہت سے برس گذرے
گفت مثلم نیست کامل در جہان
کہنے لگا کہ میرے برابر کوئی جہاں میں کامل نہیں ہے
شہوت و حرص و ہوس کردیم دور
شہوت اور حرص و ہوس کو ہم نے دور کیا ہے
این تصور کرد چون مرد خدا
جب اس مرد خدا نے یہ خیال کیا
از تکبر چون نظر کردی بخویش
جب کہ تو نے غرور سے اپنے میں نظر کی
تا نگردد دفع از تو آن حجاب
جب تک تجھ سے پردہ دور نہ ہوگا
منفعل شد شیخ از اسرار خویش
پس کہ شیخ اپنے خیال سے شرمندہ ہوا
باز بست عہد تازہ از خدا
پھر نیا عہد و پیمان خدا کے ساتھ باندھا

خویش را از کاملان کردہ خیال
تو اپنے آپ کو کاملوں میں سے خیال کیا
چون عسس مستیم بر دل پاسبان
کوتوال کی طرح میں اپنے دل کا نگہبان ہوں
از تعلقہا دلم دارد نفور
دنیا کے علاقوں سے میرا دل نفرت کرتا ہے
ناگہان در گوش او آمد ندا
یکبارگی اس کے کان میں آواز آئی
دور افتادی حجاب آمد بہ پیش
تو ہم سے دور جا پڑا اور تیرے آگے پردہ آن پڑا
کے نہی پا در حریم آنجناب
اس عظیم القدر بارگاہ کی جناب تو کبھی قدم نہ رکھنے پائیگا
شد پریشان توبہ کرد از کار خویش
پریشان ہوکر اپنے کام سے توبہ کی
تا کند در راہ حق جان را فدا
تاکہ خدا کی راہ میں جان کو فدا کرے

پاک کن آئینہ دل از غبار
دل کے آئینہ کو غبار سے صاف کر
آنچہ میخواہد دلت اے حیلہ جو
اے حیلہ جو جس چیز کا کہ تیرا دل خواہاں ہوتا ہے
گر حرامست میکنی بر خود حلال
اگرچہ وہ حرام ہے تو اپنے لئے حلال کرتا ہے
چون مسلط بر تو گردد این مرض
جب کہ یہ مرض تجھ پر غالب ہوجائے
جہد کن با نفس تا عادل شوی
کوشش کر نفس کے ساتھ تاکہ تو عادل ہو
یا الٰہی چشم بینائی بدہ
یا الٰہی چشم بینا مجھ کو دے
آتش افگن در دلم مانند طور
میرے دل میں طور کی طرح آگ ڈال
سالہا شد از تو میخواہم ترا
برسوں ہوگئے کہ تجھ سے تجھ کو چاہتا ہوں

تا بیابد عکس از روئے نگار
تاکہ اس محبوب کے رخ کا عکس نظر آوے
نفس تو صد حجت آرد بہر تو
تیرا نفس سو حجتیں تیرے لئے لاتا ہے
میشود تسکین دلت با صد خیال
تیرے دل کو سو خیالوں سے تسکین ہوتی ہے
عدل و نصافت بود بہر غرض
تیرا عدل اور انصاف غرض سے خالی نہ ہوگا
باش منصف تا کہ صاحبدل شوی
منصفی کر جس سے تو صاحب دل ہو
در سرم از عشق سودائے بدہ
میرے سر میں عشق کا سودا دے
شعلہ برخیزد و گردد زنگ دور
کہ شعلہ اٹھے اور سیاہی دور ہوجائے
حاجتم را چون نمے سازی روا
تو میری حاجت کو کیوں نہیں روا کرتا۔

از لسان الغیب این گردد نوید

غیبی زبان سے یہ خوشخبری مل رہی ہے

ہر کہ بر درگاہ تو رو آورد

جو کہ تیری درگاہ کی طرف رخ لائے گا

ہر کہ آید بر درت امیدوار

جو کہ تیرے در پر امیدوار بن کر آتا ہے

اے خدائے من بحق مصطفےٰؐ

اے میرے خدا بطفیل حضرت مصطفےٰؐ کے

روز محشر دار با آل رسولؐ

قیامت کے دن۔ اولاد رسول کے ساتھ رکھیو

از در تو کس نگشتہ ناامید

کہ تیرے دروازہ سے کوئی ناامید نہیں پھرا ہے

ناامید از درگہ تو چون رود

ناامید تیری درگاہ سے کیوں جائے گا۔

شاہد مقصود یابد در کنار

مقصود کا معشوق آغوش میں پاتا ہے

از طفیل حرمت آل عباؑ

اور بطفیل حرمت آل عبا کے

از طفیل مقبلان گردد قبول

میری یہ دعا مقبولوں کے طفیل سے قبول ہوئے

تمت

ہر قسم کی سستی کتابیں و قرآن مجید

ملنے کا پتہ

شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

ہر قسم کی سستی کتابیں ملنے کا پتہ شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب لاہور بازار کشمیری

